مولانا سید مناظر احسن گیلانی اور مولانا عبدالماجد دریابادی
کے تصنیفی و تالیفی روابط ہفتہ وار مجلّہ ''صدق'' کے تناظر میں - ایک عمومی مطالعہ

امانُ اللہ راٹھور*

ولادت:

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ ۱۶ مارچ ۱۸۹۲ء کو ضلع لکھیم پور کھیری (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۔ جبکہ یکم اکتوبر ۱۸۹۲ء کو مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ موضع استھانواں ضلع نالندہ' پٹنہ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۲۔

مولانا گیلانیؒ کے والد گرامی کا نام حافظ ابوالخیر تھا۔ انہوں نے اپنے والد کی زندگی میں حفظِ قرآن کیا اور فارسی کی تکمیل کی۔ ۱۹۲۹ء میں ان کی وفات ہوگئی تھی۔ ۳۔ جبکہ مولانا دریابادیؒ کے والد کا نام مولانا عبدالقادر تھا۔ جو کہ ڈپٹی کلکٹر تھے۔ ۴۔ ۱۹۱۲ء میں ان کا انتقال مکہ معظّمہ میں ہوا ۵۔

تعلیم و تربیت:

مولانا گیلانی کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ گھر ہی سے شروع ہوگیا تھا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم قرآن' اردو' فارسی اور عربی صرف و نحو کی کتابیں گیلانی ہی میں پڑھ لی تھیں۔ اور اس کا بڑا حصّہ خود چچا محترم نے پڑھایا تھا۔ ۶۔ اور پھر ان کی تعلیم و تربیت کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ جو کہ مدرسہ خلیلیہ ٹونک میں ہوا۔ ۷۔ جسکی مدت آٹھ سال ہے۔ یہاں مولانا گیلانیؒ نے منطق اور فلسفہ کے علاوہ حساب' وغیرہ کے علوم پر دسترس حاصل کی۔ معقولات کی اس تعلیم کے بعد منقولات کی تکمیل کے لئے مولانا دارالعلوم دیوبند پہنچے اور دو سال میں سند فراغت حاصل فرمائی۔ ۸۔ جبکہ اس کے برعکس مولانا دریابادیؒ نے جدید تعلیم حاصل کی تھی۔ اور انہوں نے کیننگ کالج لکھنوء سے ۱۹۱۲ء میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۹۔ ۱۹۱۶ء، میں وہ علی گڑھ اور پھر دہلی فلسفہ میں ایم۔ اے کرنے گئے تھے لیکن مختلف وجوہ کی بنا پر اعلیٰ تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔ ۱۰۔

---

* لیکچرار۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج سمبڑیال (سیالکوٹ)

اس دوران ان پر الحاد کا دورہ بھی پڑا۔ جو کہ ۱۹۱۶ء تک جاری رہا۔ لیکن پھر ۱۹۱۶ء میں مذہب کی طرف واپسی ہوگئی۔ ۱۱ مولانا گیلانی ؒ نے اپنی زندگی کا بہترین حصہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن بھارت میں گزارا۔ اس دوران مولانا دریابادیؒ بھی اسی جامعہ عثمانیہ سے منسلک ہوگئے تھے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ میں بھی کچھ عرصہ ملازمت کر چکے تھے۔ اور اس کے بعد سررشتہ ترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد میں ملازمت اختیار کرلی تھی۔ لیکن ان کی آزادانہ طبیعت اور افتادِ طبع سے ملازمت کی پابندیاں نبھ نہ سکیں۔ ۱۲

۱۹۱۹ء میں نظام حیدر آباد نے علمی وظیفہ مقرر کیا جو ان کی آخری عمر تک علمی و تصنیفی مشاغل کے سلسلہ میں ملتا رہا۔ ۱۳ جبکہ مولانا گیلانی ؒ ۱۹۲۰ء میں بحیثیت لیکچرار دینیات جامعہ عثمانیہ سے متعلق ہوگئے تھے۔ پھر ریڈر ہوئے اور پھر پروفیسر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اور پھر بالآخر اس شعبہ کی صدارت کو کئی سال زینت بخش کر ۱۹۴۹ء میں ریٹائر ہوئے۔ ۱۴ جبکہ مولانا دریابادیؒ ۱۹۲۲ء میں علمی و تصنیفی مشاغل کے لیے لکھنوء سے مستقل طور پر آبائی وطن قصبہ دریاباد مستقل ہوگئے۔ انہیں دنوں علمی و تصنیفی مشاغل کی ترویج کے لیے ۱۹۲۵ء میں مولانا دریابادیؒ نے ہفتہ وار "سچ" نکالا۔ ۱۵

سفرِ حج:۔

۱۹۲۹ء مولانا گیلانی ؒ کو حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا۔ سفر حج کے موقع پر مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی معیت بھی انہیں حاصل تھی ان کے علاوہ دونوں کے نہایت قریبی ساتھی مولانا عبدالباریؒ ندوی بھی اس سفر میں ان کے ساتھ تھے۔ ۱۶ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ اپنی یادداشتوں میں مولانا گیلانیؒ کا ذکر دورانِ سفر حج بیت اللہ اس طرح کرتے ہیں۔

> "مولانا گیلانی کا سوز و گداز، علم و فضل، ذوق و جوش ہر موقع پر ایک نئے رنگ میں نمایاں ہوتا رہا، مولانا مناظر فرطِ گریا سے بیتاب ضبط و اختیار کے باوجود چیخ نکل جانے پر مجبور" ۱۷

مولانا گیلانیؒ کا یہ سفر یادگار رہا۔ خاص طور پر مولانا دریابادیؒ کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات ان کے لیے نہایت اہم تھے۔ مولانا دریابادیؒ چونکہ ایک اخبار کے ایڈیٹر بھی تھے۔ اس لیے ان کو سلطان حجاز سے ملنے اور ان سے انٹرویو لینے کا شوق ہوا ترجمان مولانا گیلانیؒ کو بنایا گیا اور دربار سلطانی میں حاضر ہوئے، سلام اور مصافحہ ہوا، مولانا کے ذریعہ بادشاہ سے عرض کیا بحیثیت ایڈیٹر کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے منظور کرلیا۔ مگر فرمایا اس کے لیے دوسرا وقت موزوں ہوگا۔ انہیں وقت اور تاریخ طے کرا لی، مگر صحت کی خرابی کی وجہ سے دوبارہ وہاں تک حاضری نہ ہوسکی۔ ۱۸ حج سے واپسی کے بعد مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کا رجحان قرآن پاک کے ترجمہ کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۳۳ء میں انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن پاک کا کام شروع کیا۔ ۱۹ انگریزی کے بعد ۱۹۳۵ میں اردو ترجمہ و تفسیر قرآن پاک کا کام شروع کیا۔ ۲۰ ۱۹۳۳ء میں "سچ" کو بند کر دیا گیا۔ تو دو سال کے

عرصہ کے بعد ۱۹۳۵ء میں ہفتہ وار صدق کا اجراء ہوا۔[۲۱] جو کہ ۱۹۵۰ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد ۱۹۵۰ء میں یہ پرچہ "صدق جدید" کے نام سے شائع ہونے لگا۔[۲۲] ۱۹۴۹ء میں مولانا گیلانی حیدر آباد کو چھوڑ کر اپنے گاؤں "گیلانی" لوٹ آئے تھے اور یہیں آخری دم تک رہے۔ اس دوران مولانا گیلانی کی طبیعت بھی ناساز رہنے لگی تھی۔ اس لیے ۵ جون ۱۹۵۶ء کو مولانا گیلانیؒ اس جہانِ فانی سے ہمیشہ کے لیے کوچ کر گئے[۲۳] اور یہاں آکر مولانا گیلانیؒ اور مولانا دریا دیؒ کا سلسلہء رفاقت ٹوٹ گیا۔ جبکہ مولانا دریا بادیؒ کی زندگی کا سلسلہء فیض جاری رہا۔ ۱۹۶۷ء میں مولانا عبدالماجد دریا بادی کو حکومت ہند کیطرف سے نیشنل اسکالرشپ ملی جو کہ مولانا عبدالماجد دریابادی کے لیے ایک اعزاز کی بات تھی۔[۲۴] ۱۹۶۷ء ہی میں حکومت یوپی کی طرف سے بہترین اردو مصنف کا ایوارڈ ملا۔ ۱۹۷۴ء میں فالج کا حملہ ہوا[۲۵] ۱۹۷۶ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے ڈاکٹر آف لٹریچر کی اعزازی ڈگری عطا کی۔[۲۶] اور ۶ جنوری ۱۹۷۷ء میں یہ نامور صحافی اور مصنف لکھنوء میں انتقال کر گئے۔ تدفین دریاباد میں ہوئی۔[۲۷]

مولانا گیلانیؒ کی اہم تصانیف:

۱۔ النبی الخاتمؐ
۲۔ تذکرۂ حضرت ابوذر غفاریؓ
۳۔ تدوینِ قرآن
۴۔ تدوینِ حدیث
۵۔ تدوینِ فقہ
۶۔ اسلامی معاشیات
۷۔ تذکیر بسورۃ الکہف
۸۔ الدین القیم
۹۔ سوانح قاسمی (تین جلدیں)
۱۰۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت
۱۱۔ امام ابوحنیفہؒ کی سیاسی زندگی
۱۲۔ تذکرہ شاہ ولیؒ اللہ
۱۳۔ مقالاتِ احسانی

جبکہ مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ کی بہت ساری تصانیف میں درج ذیل اہم ہیں:

۱۔ انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن
۲۔ اردو ترجمہ و تفسیر قرآن
۳۔ سفرِ حجاز
۴۔ ذکرِ رسولؐ
۵۔ معاصرین
۶۔ حیواناتِ قرآنی
۷۔ سیرۃ نبویؐ قرآن کی روشنی میں
۸۔ محمد علی ذاتی ڈائری
۹۔ حکیم الامت
۱۰۔ آپ بیتی
۱۱۔ تصوفِ اسلام
۱۲۔ وفیاتِ ماجدی

مولانا گیلانیؒ اور عبدالماجد دریابادیؒ دوست بھی تھے۔لکھاری بھی تھے اوردونوں کا آپس میں نہایت قریبی تعلق تھا۔بعض صفات میں دونوں یکساں تھے۔لیکن بعض میں اپنے اپنے شعبہ میں یکتا۔مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی شخصیت کے بارے میں ان کی پوتی سلمیٰ کمال الدین صاحبہ نے لکھا ہے۔"تصور کے پردوں پر ایک بزرگ صورت اُبھرتی ہے۔گورا رنگ ' نورانی چہرہ ' سفید داڑھی ' لباس کرتا پاجامہ ' عبا' سر پر خلافت کیپ اور کاندھے پر رومال مگر ہمیشہ نہایت صاف ستھرا' وضع قطع' بات چیت ہر چیز میں نفاست ،سادگی اور باقاعدگی ۲۸ یہی ان کی شخصیت کی جھلک ہے ماجد تقریر کے نہیں تحریر کے آدمی تھے، نجی محافل میں ماجد کی بذلہ سنجی اور مقفّی جملہ طرازی بھی ان کی طبیعت کا خاصہ تھی۔۲۹ مولانا کی شخصیت کا ایک اور قابل قدر پہلو ان کا حیرت خیز اور قابلِ رشک انضباطِ اوقات تھا۔اس ضمن میں وہ اپنے اوقاتِ معمول پر اس سختی سے کاربند رہتے تھے کہ پہلے سے طے کیے بغیر کسی بڑی سے بڑی دنیاوی، سیاسی علمی شخصیت سے ملنے کے روادار نہ تھے۔ ۳۰ صاف گوئی زندگی بھر مولانا ماجد کا شعار رہا اور اس ضمن میں بغیر خوف، لومتہ لائم بغیر حکام و مقتدر حضرات کے خوف کے جسے صحیح سمجھتے رہے کہتے رہے۔۳۱ ماجد کے مزاج میں سختی اور تشدد بھی تھا گو اس میں وقت کے ساتھ معتدبہ کمی آ گئی تھی اور یہ ایک درجے میں حضرت تھانویؒ کے فیض صحبت کا نتیجہ تھا۔۳۲ جبکہ عبدالماجد دریابادیؒ نے مولانا گیلانیؒ کا خود نقش اس طرح کھینچا ہے۔"بڑے ہنس مُکھ، وجیہ، شکیل، نرم مزاج، نرم رو، اور چہرے پر داڑھی تو خاص طور پر ملائم و خوشنما، بال ریشم کی طرح نرم اور چہرے پر خشونت کرختگی کہیں نام کو نہیں "۳۳ بناؤ سنگھار کا کبھی شوق نہ ہوا۔طبیعت فطری طور پر سادہ تھی۔غصہ تقریباً نہیں آتا تھا۔خندہ جبیں رہا کرتے تھے،اظہار حق میں تحسین و ملامت کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے تھے۔زبان پر کبھی کبر و غرور کے جملے بھولے سے بھی نہیں آتے تھے۔چھوٹوں کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آتے تھے۔دوسروں کو علمی فائدہ پہنچانے میں عام مولویوں کی طرح بخیل نہیں تھے۔بلکہ کہنا چاہیے کہ ضرورت سے زیادہ سخی تھے عام زندگی میں اانضباط کے قائل نہیں تھے۔یہی بات ان کی تحریر و تصانیف میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔۳۴ مولانا گیلانیؒ کی یہ صفات مولانا دریابادیؒ سے مختلف تھیں۔نیز خطابت مولانا گیلانیؒ کا طرّہ امتیاز تھا۔اس لحاظ سے وہ دونوں میدانوں تحریر و خطابت کے شہسوار تھے۔مولانا دریابادیؒ کی طرح انہوں نے بھی صحافتی فرائض سرانجام دیے تھے۔جب وہ القاسم، الرشید، دیوبند (بھارت) کے ایڈیٹر کے طور پر کام کرتے رہے۔۳۵ اتحاد امت کے داعی تھے، مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کو باعث نزع سمجھنے کے مخالف تھے۔

اسلوب بیاں:

یہ اہم بات ہے کہ مولانا گیلانیؒ نے اپنی کسی کتاب کو تصنیفی اصول طریق اور منصوبہ بندی کے تحت نہیں لکھا مولانا کو اس کیفیت کا خود بھی احساس تھا لکھتے ہیں۔"ایک دفعہ جھونک میں لکھنے بیٹھا تو لکھتا چلا گیا پھر اس پر نظر ثانی حکم و اصلاح میرے لیے مشکل ہے۔'' ۳۶

مولانا گیلانی کی تحریر کی دوسری خوبی ان کی بات سے بات پیدا کرنے کا سلیقہ ہے۔ وہ ایک بات شروع کرتے ہیں اور پھر بات سے بات پیدا کرتے ہوئے آغاز کلام کے مقام سے بہت دور نکل جاتے ہیں لیکن وہ کتنے ہی دور چلے جائیں تحریر کا فکری ربط کہیں نہیں ٹوٹتا، معنویت کہیں مجروح نہیں ہوتی ۳۷ اسی طرح یہ بات بھی اہم ہے کہ مولانا کی تحریر پہلی نظر میں بڑی پیچیدہ اور مشکل نظر آتی ہے لیکن جوں جوں مطالعے کی نظر ٹھہرتی ہے اور ذوق موضوع سے آشنا ہوتا ہے۔ مشکلات کی دھند چھٹتی جاتی ہے اور تحریر کا حسن اور نگارش کی خوبیاں نمایاں ہونے لگتی ہیں۔ ۳۸

مولانا گیلانی ؒ کی تحریر کی ایک اور خوبی ان کا فلسفیانہ طرز کلام اور طرزِ استدلال ہے۔ فلسفہ اور صحت کی تحصیل میں انہوں نے اپنی طالب علمانہ زندگی میں کئی برس صرف کیے تھے۔۔۔۔ ان کا ذوق ان کے ذہن میں رچ بس گیا تھا۔۔۔ ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ذہن اور طبیعت بہت اخاذ و نکتہ آفریں عطا فرمائی تھی۔ جب وہ کسی موضوع پر قلم اٹھاتے تو ان کے سامنے معلومات کا انبار اور ذہن میں افکار و خیالات کا ہجوم ہوتا۔ ۳۹

مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ بنیادی طور پر ایک ادیب تھے ادیب بھی ایسے جن کا ایک اپنا منفرد اور ناقابل تقلید اسلوب تھا۔ ۴۰ ان کی تحریروں میں سرخیاں جاذب ہوا کرتی تھیں بلکہ تحریر کی تمہید ہی سے وہ قاری کی توجہ کو اس قوت اور اثر سے اپنی جانب کھینچ لیتے تھے۔ اور جس طرف چاہے لے جاتے تھے۔ ۴۱ ماجد نے اپنے جس قلم سے موثر اور عبرت انگیز مرقع پیش کیے ہیں وہی قلم شگفتہ نگاری پر بھی پوری طرح قادر تھا۔ ۴۲ ماجد نے جس زمانے میں اپنے ادبی کیریر کا آغاز کیا متحدہ ہندوستان میں دوا کابر اپنے اسلوب کا سکہ بٹھا چکے تھے۔ ماجد کی شخصیت کی انفرادیت نے ان دونوں حضرات یعنی ابوالکلام اور اقبالؒ سے اثرات ضرور قبول کیے۔ لیکن ان کا ضمیمہ کبھی نہ بنے۔ ان کے اسلوب پر ان کی اپنی متنوّع، علمی اور ادبی شخصیت کی چھاپ ہے۔ وہ اپنے اسلوب کے بانی بھی خود ہیں اور خاتم بھی خود۔ ۴۳

مولانا گیلانیؒ اور ہفتہ وار مجلّہ ''صدق'':

مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ کی طرف سے جاری کردہ ہفت روزہ "صدق" مئی ۱۹۳۵ء میں جاری ہوا تھا۔ لیکن اس سے پہلے مولانا دریا بادی ؒ ۱۹۲۵ء میں ہفت روزہ "سچ" سے اپنی صحافتی زندگی کا آغاز کر چکے تھے۔ یہ ہفت روزہ ۱۹۳۳ء میں بند کر دیا گیا تھا جبکہ "صدق" ۱۹۵۰ء تک جاری رہا۔ مولانا دریا بادیؒ اس کے "مدیر" کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ برصغیر میں اسکی حیثیت ایک نمایاں پرچے کی تھی۔ اس پرچے کی وساطت سے مولانا گیلانیؒ اور مولانا دریا بادیؒ کا سلسلۂ رفاقت آغازِ سفر سے رہا۔ یہاں تک کہ مولانا گیلانی ؒ کی وفات کے سال یعنی جون ۱۹۵۶ء میں مولانا گیلانی ؒ کا مضمون "صدق جدید" میں شامل تھا۔ اس سے انکی رفاقت اور تعلق کی گہرائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

''سچ'' ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۳ء یعنی نو سال شائع ہوا۔ جس میں چند ہفتوں کا التواء جو ۱۹۲۹ء میں مولانا دریا بادیؒ کے سفر حج اور پھر ۱۹۳۰ء میں حکومت کی طرف سے ضمانت کی طلبی کی وجہ سے ہوا، شامل ہے۔ اس سلسلہ میں قابلِ

ذکر بات یہ ہے کہ مولانا دریابادیؒ کا مستقل قیام اپنے وطن دریاباد ضلع بارہ بنکی میں رہتا تھا۔ جو لکھنوء سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر تھا۔ مگر "سچ" لکھنوء میں شائع ہوتا تھا۔ اور اس کو پورے طور پر مرتب اور نظر ثانی کر کے مولانا لکھنوء بھیجتے تھے۔ ۴۴

صدق "سچ" کا نقش ثانی ثابت ہوا۔ جس کا آغاز ۱۹۳۵ء میں ہو گیا تھا۔ اس کا کاغذ اور طباعت معمولی درجہ کی تھی اور کتابت کی غلطیاں بھی ہوتی تھیں۔ لیکن معنویت اور حسن انشاء پردازی اور اعلیٰ معیار کی وجہ سے اس کا اردو صحافت میں بلند مقام تھا۔ ۴۵

مولانا دریابادیؒ کا یہ اخبار، چاہے وہ سچ ہو، صدق ہو، یا صدق جدید، اسم با مسمّٰی رہا۔ اس نے حق بات کہنے میں کبھی دریغ نہ کیا، سچ کہنے سے منہ نہ موڑا۔ ۴۶

سچ میں مولانا گیلانیؒ کا ذکر سب سے پہلے ان کی تصنیف کائناتِ روحانی کے حوالے سے ملتا ہے۔ جب "سچ" لکھنوء کے آغازِ اشاعت کے ساتھ ہی ان کی اس تصنیف پر تبصرہ شائع کیا گیا۔ جو کہ مولانا دریابادیؒ کے قلم سے لکھا گیا۔ ۴۷ مولانا دریابادیؒ نے اس کو ایک اچھی کتاب قرار دیا۔ ۱۹۲۵ء میں یہی ایک تذکرہ ہے۔ جو کہ صدق سے مولانا گیلانیؒ کے بارے میں ذکر کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا گیلانیؒ کے ۳۳ مختلف مضامین ۵۵ اقساط میں شائع ہوئے۔ مولانا گیلانیؒ کی دو کتب پر جن میں حضرت اویس قرنیؒ ۴۸ اور کائناتِ روحانیؒ ۴۹ شامل ہیں، پر تبصرے شائع ہوئے۔ مولانا گیلانیؒ کے والد گرامی کے ۱۹۲۹ء میں انتقال پر "سچ" ۵۰ میں ایک تعزیت نامہ بھی شائع ہوا۔ جبکہ ۱۹۲۷ء میں مولانا گیلانیؒ کی طبیعت کی بگڑتی ہوئی صورتحال پر "سچ" لکھنوء ۵۱ میں خصوصی دُعا کی اپیل کی گئی۔

مولانا گیلانیؒ باقاعدہ تصانیف کے علاوہ بعض ایسی تحریرات سے بھی لوگوں کو مستفید کرتے رہتے تھے۔ جن کا تعلق حالاتِ حاضرہ اور فوری پیش آمدہ مسائل اور تذکروں سے ہوتا تھا۔ اس سلسلہ میں ماہ محرم الحرام کے سلسلہ میں ان کا "شہادت حسنیٰ" کے عنوان سے ایک طویل مقالہ "القاسم" میں شائع ہوا تھا۔ جس کو سچ ۵۲ میں نشر مکرّر کے طور پر شائع کیا گیا۔ جسکی چار اقساط تھیں۔ اس میں مولانا گیلانیؒ نے داستانِ کربلا کو اپنے مخصوص انداز میں بیان کیا ہے۔

برصغیر میں انگریزوں کی آمد اور غلبہ کے بعد جدید رجحانات جنم لے رہے تھے۔ مغربی تہذیب اپنے پنجے گاڑ رہی تھی۔ امراء اور مخصوص طبقے کے علاوہ عام لوگ بھی مغربی تہذیب سے مرعوب نظر آتے تھے۔ اس صورتحال کو بھانپتے ہوئے مولانا گیلانیؒ اور مدیر سچ و صدق مولانا دریابادیؒ خم ٹھونک کر میدان میں تھے۔ اپنی تہذیب پر فخر کرنا قوموں کے زندہ رہنے کے لیے ضروری ہے۔ علامہ اقبال شاعر مشرق بھی اسی خیال اور سوچ کے حامی تھے۔ ان کے نظریات بھی پورے برصغیر میں پھیل چکے تھے۔ جدید تمدن کا ماتم مولانا گیلانیؒ کے مضامین کا سلسلہ

تھا۔ جو اس وقت سچ ۵۳ میں شائع ہوا۔ جو چار اقساط پر مشتمل تھا۔ اس سے پہلے یہ القاسم دیو بند میں بھی شائع ہو چکا تھا۔ مولانا گیلانیؒ نے اس میں انگریزی تہذیب کے کھوکھلے پن کو اپنے دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اور مسلمانوں کو اپنی تہذیب پر ناز سکھایا ہے۔ یہ موضوع مولانا گیلانیؒ کا پسندیدہ ہے۔ اس پر وہ گاہے بگاہے لکھتے رہے۔ "بوسیدہ جدتیں" ۵۴ اور " روشن خیالوں کی تاریک خیالیاں" ۵۵ انہیں مضامین کے سلسلہ کی کڑی تھے۔ جن میں مسلمانوں کو اپنی تہذیب پر فخر کرنا سکھایا گیا ہے۔ اور جدید تمدن کے نام پر غیر اسلامی طرزِ عمل اور کھوکھلے پن کو نہایت عمدہ طریقے سے واضح کیا گیا ہے۔

مسئلہ سود مولانا گیلانیؒ کے مخصوص موضوعات میں شامل ہے۔ مولانا گیلانیؒ "اسلامی معیشت" پر خاص نظر رکھتے تھے۔ اس پر انہوں نے ایک ضخیم تصنیف "اسلامی معاشیات" لکھی ہے۔ جو کہ اس وقت تک اپنی نوعیت کی منفرد کتاب تھی۔ اس طرح کئی مضامین بھی مولانا گیلانیؒ کے سود پر شائع ہوتے رہے ہیں۔ سچ میں بھی "ہندوستان میں سود و قرض" مسئلہ سود پر مولانا گیلانیؒ کا مفصل مضمون شائع ہوا تھا۔ جس پر مولانا دریابادیؒ نے اپنے افکار اور نظریات کا اظہار کیا۔ ۵۶ مولانا گیلانیؒ ہندوستان میں مسلمانوں کو سود لینے کو روا خیال کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ دارالحرب میں اگر صرف مسلمان سود نہ لینے پر کار بند رہیں اور باقی مذاہب کے لوگ باقاعدہ سود لیتے ہیں تو ارتکاز دولت غیر مسلموں کیطرف منتقل ہو جائے گا اور مسلمان معاشی طور پر محتاج ہو جائیں گے یہ ان کا خیال اور نظر یہ تھا جو کہ بعض دوسرے دیو بند علماء کے افکار کے برخلاف تھے۔ لہذا اس پر کافی بحث و مباحثہ ہوتا رہا۔ مولانا عبد الماجد دریابادیؒ ان کے افکار پر اپنی رائے کا اظہار کرتے رہے۔ اور اس کا جواب دیتے رہے۔ اس کے علاوہ دوسرے مفکرین بھی اس بحث میں شامل ہو گئے۔ مولانا مودودیؒ نے بھی اس کا کماحقہ اور خاطر خواہ حد تک مفصل جواب دیا۔ جو کہ صدق کے علاوہ "ترجمان القرآن" میں بھی شائع ہوا تھا۔ اور پھر بعد میں "سود" کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع ہوا۔ سچ لکھنوء میں "مسئلہ سود پر قرض کی مزید تشریح" ۵۷ کے عنوان سے مولانا گیلانیؒ کا ایک مضمون شائع ہوا۔ جس کے جواب میں مولانا دریابادیؒ کا دو اقساط پر مشتمل مضمون آیا۔ جو کہ "جواز سود تجارت" کے عنوان سے تھا جس کے مطابق میں سید طفیل کا دعوٰی تھا کہ مولانا گیلانیؒ تجارتی سود کے حق میں تھے، کا جائزہ لیا گیا۔ مولانا دریابادیؒ نے مولانا گیلانیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسکی انہوں نے پُر زور الفاظ میں تردید کی تھی۔ ۵۸ تقلید و اقتداء کے حوالے سے مولانا گیلانیؒ نے بڑی تفصیل سے اس مسئلہ کا جائزہ لیا ہے۔ تفہیم تقلید اور حدودِ تقلید کے عنوان سے ایک قسط شائع ہوئی۔ ۵۹ پھر اس کے بعد تقلید و اقتداء ۶۰ کے عنوان سے تین اقساط شائع ہوئیں اس میں مولانا گیلانیؒ نے تقلید اور اقتداء کو فطری اور ضروری قرار دیا۔

مولانا گیلانیؒ شاعری بھی کرتے تھے۔ اگر چہ ان کی یہ صنف ادب کھل کے سامنے نہ آسکی۔ چونکہ وہ دردمند دل رکھتے تھے۔

حالات کے جبر سے متاثر ہوکر اشعار ان کے ذہن سے پھوٹ نکلتے تھے۔سفرِ حجاز میں جاتے ہوئے جہاز میں انہوں نے ایک نظم لکھی تھی۔جس کو سچ لکھنوء میں شائع کر دیا گیا۔اس نظم کا عنوان "فریاد امت" تھا۔۶۱ سچ کے بعد "صدق" لکھنوء کا سلسلہ ۱۹۳۵ء سے شروع ہوتا ہے۔مئی ۱۹۳۵ء میں اس کا آغاز ہوا۔اور ۱۱ اگست ۱۹۳۵ء کو مولانا گیلانیؒ کا پہلا مضمون جو صدق لکھنوء میں شائع ہوا۔اس کا عنوان تھا۔"جدید کلام قدیم زبان میں" یہ علم الکلام کے موضوع پر تھا۔مولانا گیلانیؒ کے "صدق" میں بے شمار مضامین و مقالہ جات شائع ہوئے۔مختلف موضوعات پر شائع ہونے والے مضامین کی اقساط کو نکال دیا جائے تو مولانا گیلانیؒ کے صدق لکھنوء اور صدق جدید میں شائع ہونے والے موضوعات کی تعداد ۱۳۵ بنتی ہے۔جن کے صفحات کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔اس لیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔کہ ان کو مختلف عنوانات کے تحت درجہ بندی کر کے پیش کیا جائے۔

قرآن پاک:

اس موضوع پر "صدق" میں مولانا گیلانیؒ کے شائع ہونے والے موضوعات کی تعداد سترہ ہے۔جس میں اقساط شامل نہیں ہیں۔سب سے پہلا مضمون "قرآن اور یہودیت عامہ ۶۲" قرآن پاک کی روشنی میں" کوز یر بحث لایا گیا ہے۔اور خاص طور پر اسرائیل اور فلسطین کے تنازعہ کے پس منظر میں یہ مضمون شائع ہوا۔مولانا گیلانیؒ قرآن پاک کے صابئین سے بُودھ مت والے مراد لیتے تھے اور اس پر "صابئین اور بودھ متی" ۶۳ کے تحت ان کا ایک مضمون شائع ہوا۔جس میں اسی بات کا اظہار کیا گیا تھا۔اگرچہ معارف اعظم گڑھ میں اسی پر ایک تفصیلی مضمون بھی شائع ہوا تھا۔مولانا گیلانیؒ نے اپنے موقف کے ثبوت میں قرآنی و تاریخی حوالوں سے کام لیا ہے۔مولانا گیلانی کو لوگ اشاعت و تعلیم قرآن کے بارے میں پوچھتے تھے۔کہ اس کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔اس وقت کے معروضی حالات میں اس کی ضرورت دوچند ہوگئی تھی۔اسی سوچ کے مدنظر مولانا گیلانیؒ نے تعلیم و اشاعت قرآن۔۶۴ کے عنوان کے تحت چار اقساط پر مشتمل ایک مقالہ شائع کیا۔جس میں قرآن پاک کی اشاعت اور تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی۔اور اس کے لیے قومی انفرادی، کوششیں کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔

جمع، تدوین قرآن پاک کے حوالے سے اس دور میں کئی سوالات اٹھائے جا رہے تھے۔عبداللہ چکڑالوی اور محمد اجمل نامی پروفیسر کے اٹھائے گئے اس طرح کے فتنوں کے جواب میں مولانا گیلانیؒ نے "تدوین قرآن جیسی جامع تصنیف کے ذریعے ان کا منہ بند کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔اس کے علاوہ انہوں نے صدق میں بھی تین اقساط پر مشتمل "جمع و ترتیب قرآن ۶۵ کے عنوان کے تحت ایک مبسوط مقالہ نذر قارئین کیا تھا۔

صدق لکھنوء میں شائع ہونیوالے مولانا گیلانیؒ کے دیگر مضامین درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	مضمون	جلد	شمارہ	تاریخ و سال
۱۔	حدود حجاب	۴	۱۵	۲۱ ستمبر ۱۹۳۸ء

۲۔ درویش عالم کا درس	۵	۲۵	۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء
۳۔ دو قرآنی آیتیں (مکتوب گیلانی)	۰۸	۱۵	۱۰ اگست ۱۹۴۲ء
۴۔ سورۃ یوسف کی ایک آیت (مکتوب گیلانی)	۹	۱۸	۳۰ اگست ۱۹۴۳ء
۵۔ قرآن اور قارون	۹	۳۳	۲۷ دسمبر ۱۹۴۳ء
۶۔ اشتات، سبا اور ملکہ سبا کے متعلق	۹	۲۸	۱۸ اگست ۱۹۱۵ء
۷۔ مردوں کے انتقاع کا قرآنی قانون	۹	۳۱	۲۸ اگست ۱۹۲۵ء
۸۔ نصرانی تہمتیں	۹	۴۷	۲۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء
۹۔ نصرانی تہمتیں	۹	۴۸	۳۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء
۱۰۔ پاکستان قرآنی روشنی میں	۱۲	۱۴	۱۵ جون ۱۹۴۶ء
۱۱۔ چند قرآنی نکتے	۱۳	۰۷	۲۰ جون ۱۹۴۷ء
سورہ یوسف سے سبق	صدق جدید، لکھنؤ		

حدیث وسیرتِ رسولؐ:

سیرتِ رسولؐ اور حدیث رسولؐ مولانا گیلانیؒ کیلئے اہم موضوعات ہیں۔ "ظہور نور" نیا میلا دنامہ اس سے پہلے ہی سچ لکھنوء میں قسطوار شائع ہو کر کتابی صورت میں شائع ہو چکی تھی۔ اس کے علاوہ النبی الخاتمؐ جیسی جامع اور معرکۃ الآراء کتاب بھی سیرۃ النبیؐ پر مولانا گیلانیؒ کی اہم تصنیف ہے۔ "صدق" میں بھی مولانا کے سیرت پر کچھ مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ جن میں شان رحمت ۶۶ کے عنوان سے مضمون شائع ہوا۔ اس میں آنحضورؐ کی شان بحیثیت رحمتہ للعلمین کو نمایاں کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ محترم قرشی صاحب نے ایک جلسہ سیرت منعقد کیا تھا۔ مولانا گیلانیؒ اس طرح کے جلسوں کی جان ہوا کرتے تھے۔ اس میں انہوں نے ایک تقریر کی تھی جس کو بعد میں "النبی الخاتمؐ" ۶۷ کے عنوان کے تحت شائع کیا گیا۔ اسی طرح ایک مضمون "نبی العالم" ۶۸ بھی شائع ہوا جو کہ مولانا دریابادیؒ نے مولانا گیلانیؒ کی ایک تقریر پر اپنا تبصرہ شائع کرتے ہوئے شائع کیا تھا۔

سیرۃ رسولؐ کے علاوہ "تدوین حدیث" کے عنوان کے تحت مولانا گیلانی کا ایک طویل ترین مضمون شائع ہوا تھا۔ ۶۹ جو مسلسل آٹھ سال تک بعض وقفوں سے شائع ہوتا رہا۔ اور یہی طویل مقالہ بعد میں "تدوین حدیث" کے تحت ایک ضخیم کتاب کی صورت میں شائع ہوا۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں جمع و تدوین حدیث کے بارے میں اٹھائے جانے والے تمام سوالات کے جوابات باتشفی ملتے ہیں

فقہ:

مولانا گیلانیؒ اسلام کے تمام شعبوں کے لئے ضروری اور نہایت اہم معلومات اور ازالہ شبہات کا نہایت عمدہ انتظام

اپنی تحریروں کی صورت میں کیا کرتے تھے۔صدق لکھنوء میں بھی بعض مقالہ جات جن کا تعلق فقہ کے ساتھ ہے شائع ہوئے۔جس میں غیر مسلم حکومتوں میں مسلمانوں کی ملازمت کا مسئلہ ۷۰ شائع ہوا۔اس کے علاوہ سچی باتیں کے عنوان کے تحت امام شافعی، امام احمد بن حنبل کے شگفتہ تعلقات، امام احمد بن حنبل کا منصفانہ دور عباسی خلیفہ کے ساتھ ۷۱ شائع ہوا۔فقہ کے عنوان کے تحت صدق جدید لکھنوء میں بھی مضامین شائع ہوئے تھے۔جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ مسئلہ رویت ہلال ۲۳نومبر ۱۹۵۱ء ۲۔ ریڈیو اور رویت ہلال ۱۱جنوری ۱۹۵۲ء

۳۔ قانونی شہادت ۸فروری ۱۹۵۲ء ۴۔ افاداتِ گیلانیؒ (تدوین فقہ) ۲۲جون ۱۹۵۶ء

علم الکلام:

"علم الکلام" کے موضوع پر "صدق" میں مولانا گیلانیؒ کے سب سے زیادہ مضامین شائع ہوئے۔جن کی تعداد ۴۵ ہے۔اس میں جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔سب سے پہلا مضمون "جدید کلام قدیم زبان میں" کے عنوان کے تحت شائع ہوا تھا۔جبکہ اس کے بعد جو دوسرا مضمون شائع ہوا۔وہ علم الکلام اور تصوّف پر مولانا گیلانیؒ کا سب سے اہم اور شاندار مضمون ہے۔یہ "علم کلام اور تصوف کا صحیح مقام" ۷۲عنوان کے تحت شائع ہوا۔"صدق" نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ "مولانا کا یہ مقالہ اس قابل ہے کہ شروع سے آخر تک اسے غور سے پڑھا جائے۔

جو حقائق اس میں بیان کیے گئے ہیں انکے ذہن نشیں ہو جانے سے اس دور کے بہت سے فتنوں سے جو بڑے بڑے خوشنما اور دلکش ناموں کی آڑ میں برپا ہوتے رہتے ہیں محفوظیت حاصل ہوسکتی ہے ۷۳ "تکفیر وتفریق ۷۴ پر ایک نظر" مولانا گیلانیؒ کا مقالہ علم الکلام پر لکھے جانے والے طویل مقالوں میں سے ایک ہے یہ صدق میں ۴ اقساط میں شائع ہوا تھا۔اس میں مولانا گیلانیؒ نے کفر کے فتوے دینے والوں اور تفریق کرنے والوں کا علمی انداز سے جائزہ لیا ہے۔اور ان کو خبردار کیا ہے۔مولانا گیلانیؒ علامہ سبکی کے حوالے سے لکھتے ہیں "جو مسلمان رہنا نہیں چاہتا بلکہ کافر ہو کر جینا چاہتا ہے۔اسے اسکی ضرورت ہی کیا ہوگی کہ آنحضرت ﷺ کی رسالت کو ماننے کا خواہ مخواہ کا غیر ضروری کام کرے۔"اور بجائے صریح انکار وتکذیب کے آپ کے قول کی تاویل کرے یا اس قول کے انتساب کو آنحضرت ﷺ کی طرف غلط ٹھہرائے۔۷۵ اسی طرح مسلمانوں کے درمیان پائے جانے والے فرقوں اور اختلاف کے لئے مولانا نے تفریق کی اصطلاح استعمال کی ہے۔اور ان کو گلستان میں پھولوں کا تنوع قرار دیکر اس کو قبول کرنیکی استدعا کی ہے۔تکفیر وتفریق کا مسئلہ آج تک ہمارے معاشرے میں پوری شدت سے جاری ہے۔مولانا کے دور میں بھی تھا۔صدق میں اس موضوع پر کئی لوگوں نے لب کشائی کی تھی۔جن میں محمد شفیع فرنگی محلی لکھنوء ۷۶ نے مسئلہ تکفیر کے بعض پہلو کے عنوان سے اظہار خیال کیا۔اسی طرح عبدالرحیم جے پوری نے "مسئلہ تکفیر وضرورت دین" ۷۷ کے عنوان کے تحت صدق میں اسی طرح کے خیالات کا اظہار کیا۔دراصل "صدق" کی شان تھی کہ جو چیز اس میں شائع ہو جاتی ہر دانشور اور لکھاری کی خواہش ہوتی کہ اس پر اپنا نقطہ نظر نذر قارئین صدق کرے۔۱۹۴۷ء

میں تقسیم ہند کا مرحلہ در پیش ہوا تو مسلمانوں میں ہجرت کے حوالے سے مختلف آراء سامنے آنے لگیں ۔ بعض لوگوں کے خیال میں پاکستان میں جانے والے ہجرت کے زمرے میں نہیں آتے اور بعض کی رائے اس کے برعکس تھی ۔ چنانچہ اس پر کئی لوگوں نے اپنی اپنی آراء کا اظہار کیا ۔ مولانا گیلانی ؒ نے بھی "مسئلہ ہجرت کا علمی جائزہ " ۷۸ کے عنوان کے تحت سات اقسام پر مشتمل طویل مقالہ نذر قارئین کیا تھا ۔ یہ مقالہ میں نے علم الکلام کے تحت اس لئے رکھا کہ اس پر مولانا گیلانی ؒ نے خود ہی لکھا ہے ۔ کہ نہ تو اس کو فقہ اور نہ ہی تصوف کے تحت اس کو پرکھا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں اس پر کوئی مواد نہیں ملتا ۔ ہاں کچھ احادیث ملتی ہیں ۔ چنانچہ مجموعی طور پر یہ منطقی دلائل اور استدلال کا موضوع ہے جس پر نص قرآن وحدیث سے تطبیق کی راہ نکالی جاسکتی ہے

اسی لئے مولانا نے ہجرت کے بارے میں اپنا موقف بیان کرتے ہوئے لکھا کہ "اپنی محدود معلومات کی روشنی میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہی ہے کہ وطن کو چھوڑ کر دوسرے علاقہ میں منتقل ہونا مباح ہے یعنی ہجرت کا حکم براہ راست نہ کبھی فرض ہوا اور نہ اسکی فرضیت کبھی منسوخ ہوئی بلکہ بذات خود اس مسئلہ کی حیثیت اسلام میں وہی ہے جو دوسرے مباح امور اور ایسی چیزوں کی ہے جس کے کرنے یا نہ کرنے کا مسلمانوں کو اختیار رہے ۔ ۷۹"

جماعت اسلامی اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ذات "صدق" کے نمایاں موضوعات میں سے ہے ۔ مولانا مودودیؒ نے ۱۹۳۸ء میں حکومت الہیٰہ قائم کرنے کی غرض سے تحریک اسلامی کا آغاز کیا تھا ۔ اور اس سلسلہ میں صدق میں اس تحریک کے خاکہ اور تفصیلات کے بارے میں مضامین بھی لکھے تھے ۔ یہ تحریک مذہبی ہونے کے ساتھ ساتھ اصلاحی اور علمی بھی تھی ۔ چنانچہ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ، علامہ سید سلیمان ندویؒ، اور مولانا سید مناظر احسن گیلانی ؒ اور دیگر درمند اہل علم حضرات نے اس تحریک کا خیر مقدم کیا ۸۰ ۔ اور شروع شروع میں جب سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے برصغیر کے پانچ سو علماء کو تحریک اسلامی کی دعوت پر آمادۂ تعاون کیلئے خطوط لکھے تو کسی کا جواب نہیں آیا سوائے مناظر احسن گیلانی ؒ کے ۔ اور انہوں نے بھی جو جواب دیا وہ قابل غور ہے ۔ لکھتے ہیں ۔ ابوالاعلیٰ صاحب! آپ کی دعوت کا انکار کرنے سے آخرت خراب ہوتی ہے ۔ لیکن اقرار کی صورت میں دنیا نہیں رہتی ۸۱ ۔

لہذا یہ وہ حالات تھے ۔ جس میں تحریک اسلامی کا آغاز ہوا علمی حلقوں نے خیر مقدم بھی کیا "صدق " میں مسلسل مضامین شائع ہوتے رہے ۔ مولانا مودودیؒ نے جب اقامت دین اور حکومت الہیٰہ کے قیام کا پرچار شروع کیا تو بعض علماء نے اس کی مزاحمت شروع کر دی ۔ ان میں صدق بھی پیش پیش تھا ۔ مولانا دریاباریؒ بعض چیزوں کے حق میں تھے مگر بعض پر ان کی نظر ناقدانہ تھی ۔

چنانچہ مولانا دریاباریؒ نے اس موضوع پر کئی مضامین لکھے جن میں اپنوں پر جہاد جماعت کی غلط روش ۸۲، اختلاف کے حدود، مولانا مودودیؒ اور ان کی تحریک کے متعلق مدیر صدق کی رائے ۸۳ وغیرہ جیسے کئی مضامین شامل ہیں سید ذوقی شاہ نے تحریک ابوالاعلیٰ کے عنوان کے تحت ۸ اقساط پر مشتمل ناقدانہ مضامین شائع کیے ۔ ۸۴ اور بعض

حلقے جماعت اسلامی کو خارجیت کی تحریک پر محمول کرنے لگے۔ "تحریک خارجیت پر ایک نظر" مضامین کا سلسہ شروع ہوا۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ اور سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے درمیان بھی مضامین اور مکاتیب کا سلسلہ جاری رہا۔ جسکی حیثیت علمی اور نقادانہ تھی مولانا گیلانیؒ نے "جماعت مودودی اور جمہور امت" کے عنوان کے تحت دو اقساط پر مشتمل مضمون لکھا۔ اس میں مولانا گیلانیؒ نے دعوت الی اللہ کی تعریف کی ہے۔ نیز مولانا مودودیؒ کی شخصیت کی تعریف بھی اسمیں شامل ہے۔ اور ان کی دعوت وشخصیت سے وہ متاثر نظر آتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے فرمایا "آج بھی ایسا کورنصیب کوتاہ بخت سیاہ سینہ مسلمان کون ہوگا جس کے دل میں مولانا مودودیؒ کی اس خالص قرآنی دعوت سے اختلاف کی جرات پیدا ہوسکتی ہے ۸۵ لیکن جونہی حکومت الٰہیہ اور اقامتِ دین کا نعرہ مولانا مودودیؒ نے بلند کیا تو لوگوں نے اس کو خارجیت پر محمول کرنا شروع کر دیا چنانچہ مولانا گیلانیؒ لکھتے ہیں۔

"سچ پوچھیے تو خوارج کی سب سے بڑی خصوصیت یہی تھی ان میں ہر ایک اپنے آپکو اسلام کا ٹھیکہ دار ٹھہرائے ہوئے تھا۔"۸۶ یعنی یہاں مولانا مودودیؒ ہدف تنقید قرار پائے۔ اس سے پہلے مولانا گیلانیؒ "نئی خارجیت" ۸۷ کے عنوان کے تحت ایک مضمون صدق میں شائع کروا چکے تھے اور تحریک خارجیت پر مزید روشنی ۸۸ کے عنوان کے تحت تنقید کا سلسلہ جاری رہا۔ اور پھر ایک "خارجیت کا نیا مظاہرہ" ۸۹ کے عنوان کے تحت مولانا گیلانیؒ نے مولانا مودودیؒ کے بارے میں سنی سنائی بات پر محاکمہ کر دیا لکھتے ہیں۔ میں نے براہ راست فتوی کو نہیں دیکھا ہے ادھر ادھر سے پہنچانے والوں نے کچھ اس قسم کے فتوٰی کی خبر مجھ تک پہنچائی ہے۔۹۰ مولانا گیلانیؒ خود ہی اس کو بیان کرتے ہیں۔

"ہجرت کر کے جو مسلمان ہندوستان سے چلے گئے ہیں۔ اور ان کی بیویاں ہندوستان میں ہی رہ گئی ہیں یا بیوی چلی گئی ہے۔ اور شوہر ہندوستان میں ہی جس کا رہ گیا ہے۔ ان دونوں کے درمیان عقد باقی نہیں رہا۔'' ۹۱

مولانا گیلانیؒ کی رائے اس کے برعکس تھی۔ حالانکہ مولانا مودودیؒ کے اس فتوٰی کو سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کرنے والے نے پیش کیا تھا۔ علم الکلام کے موضوع پر مزید مقالات جو صدق میں شائع ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمارہ	مضمون	جلد	شمارہ	تاریخ وسال
۱۔	جنت وجہنم	۲	۰۸	یکم جولائی ۱۹۳۶ء
۲۔	جمعہ کی حقیقت	۲	۱۴	۱۱ستمبر ۱۹۳۶ء

۳۔ مسئلہ حجاب، مولانا گیلانیؒ سے اس مسئلہ پر مزید توضیح کی درخواست	۴	۱۹	یکم نومبر ۱۹۳۸ء
۴۔ ایضاً	۴	۲۰	۱۱ نومبر ۱۹۳۸ء
۵۔ تقریر عیدالاضحیٰ	۵	۲۳	۱۱ مارچ ۱۹۴۰ء
۶۔ معراج اور اسرار معراج	۶	۳۸	۱۰ فروری ۱۹۴۱ء
۷۔ قربانی کا فلسفہ	۹	۳۴	۳ جنوری ۱۹۴۴ء
۸۔ لہو اور اطاعت	۹	۳۴	۳ جنوری ۱۹۴۳ء
۹۔ مسئلہ تکفیر و تفریق پر ایک نظر	۹	۱۶	۱۲ اگست ۱۹۴۳ء
۱۰۔ بوسیدہ جدتیں	۹	۲۷	۸ نومبر ۱۹۴۳ء
۱۱۔ روشن خیالوں کی تاریک خیالیاں	۹	۳۲	۲۰ دسمبر ۱۹۴۳ء
۱۲۔ فرسودہ روشن خیالیاں	۹	۲۷	۸ نومبر ۱۹۴۳ء
۱۳۔ تبلیغ کے رنگ	۹	۶،۵	۳۱ مئی ۱۹۴۳ء
۱۴۔ ایضاً	۹	۶،۵	۷ جون ۱۹۴۳ء
۱۵۔ دین کی اہمیت	۹	۳۵	۱۷ جنوری ۱۹۴۴ء
۱۶۔ بالشویک حکومت سے سبق	۹	۴۶	۱۳ اپریل ۱۹۴۴ء
۱۷۔ عذاب قبر یا عذاب قریب	۱۰	۴۰	۲۶ فروری ۱۹۴۵ء
۱۸۔ صحیح تنبیہ (اکابر پرستی کے متعلق)	۱۱	۰۱	۷ مئی ۱۹۴۵ء
۱۹۔ فکر سندھی پر تبصرہ	۱۱	۱۱	۱۶ جون ۱۹۴۵ء
۲۰۔ قوم نوحؑ اور عہد حاضر عبرتیں اور بصیرتیں	۱۱	۲۴	۱۴ اگست ۱۹۴۵ء
۲۱۔ ہلال اور پرچم اسلامی	۱۱	۸۲	۹ ارچ ۱۹۴۶ء
۲۲۔ ایک عجیب معیار شرافت	۱۱	۸۵	۲۰ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۳۔ تقویٰ میں غلو	۱۱	۸۷	۲۷ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۴۔ مولانا مودودیؒ کی خدمت میں	۱۹	۱۶	۲۲ جون ۱۹۴۶ء
۲۵۔ مولانا گیلانیؒ اور دکن	۱۵	۳۳	۶ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۶۔ تربیت جنسی	۱۰	۴۲	۱۲ مارچ ۱۹۴۶ء

۲۷۔ جنسی تربیت	۱۰	۳۰	۱۱دسمبر۱۹۴۴ء
۲۸۔ علماء اور انکے مخلصین	۱۱	۶۵	۹ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۹۔ فلسفہ ارتقاء پر نظر ایک نئے پہلو سے	۸	۴۸	۱۹اپریل ۱۹۴۳ء
۳۰۔ پرانی سچی باتیں	۹	۱۳	۱۷جولائی ۱۹۴۳ء

سوانح:

سوانح نگاری مولانا گیلانیؒ کا خاص موضوع تھا چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں صدق لکھنوء میں بھی کئی مضامین نذر قارئین کیے۔جنکی تعداد ۱۲ ہے۔(اقساط کو چھوڑ کر) ان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا تجدیدی کارنامہ ۹۲ سب سے طویل مقالہ ہے۔ جو صدق میں شائع ہوا۔ اسکی ۱۹ اقساط تھیں۔ بعد میں یہ کتابی صورت میں شائع ہو گیا تھا۔ "ایک مرحوم کی یاد میں" ۹۳ کے تحت تین مضامین مختلف شخصیات پر ملتے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاریؓ ۹۴ پر ایک مضمون بھی اس میں شامل تھا۔ اسی طرح ہارون محمدیؒ ۹۵ کے عنوان کے تحت بھی ایک مضمون اس سوانح نگاری میں شامل ہے۔منصور منقول ۹۶ از سب رس بھی اسی طرح کے مضامین کا حصہ ہے۔مولانا اشرف علی تھانویؒ کے انتقال پر ایک تعزیتی تقریر ۹۷ کو صدق میں شائع کیا گیا تھا۔ جو کہ دارالعلوم دیوبند میں ایک تعزیتی اجلاس میں پڑھی گئی تھی۔ بہادر یار جنگ قائد ملت پر "ایک بہادر سپاہی" ۹۸ کے عنوان کے تحت ان کا ایک مضمون شامل ہوا۔ اجداد محمد علی ۹۹ کے عنوان کے تحت بھی ان کا ایک مضمون ان کی سوانحی ادب کا حصہ ہے۔صدق جدید کے بعض مضامین سوانحی ادب کی ذیل میں شائع ہوئے۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مضمون	تاریخ وسال
۱۔	شوکت علی	۵ مارچ ۱۹۵۴ء
۲۔	سرسید کا ایک کارنامہ	۱۹ مارچ ۱۹۵۴ء
۳۔	سید الملت (سید سلمان ندوی کے بارے میں)	۲۵ جنوری ۱۹۵۷ء
۴۔	امام ابن تیمیہ کے بعض مسائل	۶ جون ۱۹۵۸ء
۵۔	ایضاً	۲۰ جون ۱۹۵۸ء

تاریخ:

تاریخ بھی مولانا گیلانیؒ کے پسندیدہ موضوعات میں سے ہے۔مولانا گیلانیؒ نے اس سلسلہ میں صدق لکھنوء اور صدق جدید میں اقساط کے علاوہ ۲۳ مقالے ملتے ہیں۔ جو کہ ان کی تاریخ سے وابستگی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ سلاطین دہلی ،مسلمان حکمران ان کے پسندیدہ تاریخی موضوعات ہیں۔چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے فرنگی مورخ

کی زبان سے ۱۰۰؎ تاریخ اندلس سے ایک سبق ۱۰۱؎ مسلم عہد حکومت ۱۰۲؎ ہمارے سپہ سالار ۱۰۳؎ بدنام ملوک سلاطین ۱۰۴؎ سب ملوک وسلاطین، ۱۰۵؎ کے تحت کئی مضامین لکھے۔ جو صدق میں شائع ہوئے۔ اس میں انہوں نے مسلمان حکمرانوں کی نرم خوئی اور انصاف پسندی کی شان کو بیان کیا۔

اس کے علاوہ "تاریخ" کے موضوع پر درج ذیل مضامین صدق میں شائع ہوئے تھے۔

نمبر شمار	مضامین	جلد	شمارہ	تاریخ وسال
۱۔	تاریخ عالم میں فتح مکہ کی اہمیت	۵	۱۷	یکم جنوری ۱۹۴۰ء
۲۔	طب کی تاریخ	۷	۳۳	۲۲ دسمبر ۱۹۴۱ء
۳۔	شہادت حسنیٰ	۸	۲۸	۱۶ نومبر ۱۹۴۲ء
۴۔	شہادت حسنیٰ	۸	۲۹	۲۳ نومبر ۱۹۴۲ء
۵۔	آج کی مشکلات کا حل کل کے آئینے میں	۸	۰۲	۱۱ مئی ۱۹۴۴ء
۶۔	تاریخ ماضی کا ایک ورق	۱۱	۰۹	۹ جون ۱۹۴۵ء
۷۔	چند تاریخی حقائق	۱۱	۵۵	یکم دسمبر ۱۹۴۵ء
۸۔	دمِ واپسیں	۱۱	۸۰	۲ مارچ ۱۹۴۶ء
۹۔	تاتاریت اور افرنگیت میں مماثلت	۱۲	۲۸	۶ ستمبر ۱۹۴۶ء
۱۰۔	تاتاریت اور افرنگیت میں مماثلت	۱۲	۲۹	۱۳ ستمبر ۱۹۴۶ء
۱۱۔	دلّی اور مابعد (فسادات کے بعد)	۱۳	۲۸	۲۱ نومبر ۱۹۴۷ء
۱۲۔	شریعت اسلامی کا اثر ہندوستان کی اسلامی حکومتوں پر	۱۱	۳۲	یکم ستمبر تا ۲۲ ستمبر ۱۹۴۵ء
۱۳۔	قیصریت وکسرویت	۱۴	۰۸	۲۵ جون ۱۹۴۸ء
۱۴۔	ایک تاریخی حقیقت (عبداللہ سمنائی کے بارے)	صدق جدید لکھنوء		۱۶ ستمبر ۱۹۵۳ء
۱۵۔	حکومت مسلم پر خروج	صدق جدید لکھنوء		۲۵ فروری ۱۹۵۵ء

معاشیات:۔

مولانا گیلانی ؒ نے معیشت کے موضوع پر صدق میں بہت کچھ لکھا تھا۔ جب بھی معیشت کا ذکر ہوتا ہے تو مولانا گیلانی ؒ کا سود کے بارے میں نظریہ بھی زیر بحث آتا ہے۔ صدق لکھنوء میں ۷ مضامین ہیں جو کہ اس موضوع

پر مولانا نے تحریر فرمائے۔ان میں اسلام اور سود ۱۰۶ کے عنوان سے ڈاکٹر انور اقبال قریشی کے مقدمہ پر اپنی ماہرانہ رائے دی اس مضمون کی دو اقساط ہیں۔اقتصادی مکاشفات ۱۰۷ کے عنوان کے تحت دو اقساط پر مشتمل ان کا مضمون صدق لکھنوء کی زینت بنا۔اسی طرح یہ بات کی جاتی ہے کہ مولانا گیلانی ؒ کے معاشی نظریات پر حافظ ابن حزم کے اثرات ہیں۔اسی بنیاد پر ایک اسلامی معاشی نظریہ (حافظ ابن حزم کے نقطہ نظر سے) ۱۰۸ کے عنوان کے تحت دو اقساط پر مشتمل مولانا گیلانی ؒ کا یہ مقالہ صدق میں شائع ہوا۔مولانا کی ایک کتاب اسلامی معاشیات کے نام سے ہے۔اس عنوان کے تحت ایک مقالہ بھی صدق میں شائع ہو۔۱۰۹

مولانا گیلانیؒ پر مضامین:

جہاں مولانا گیلانی نے صدق لکھنوء کو اپنے خیالات اور خوبصورت و منفرد تحریروں سے مزین کیا وہاں ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔کہ صدق کی طرف سے مولانا سید مناظر احسن گیلانی ؒ پر بعض مضامین ملتے ہیں۔جو کہ زیادہ تر مدیر صدق مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ کی طرف سے لکھے گئے تھے۔

ان مضامین کی نوعیت زیادہ تر ان کے مکاتیب اور مختلف واقعات کی بنیاد پر ان کی شخصیت کو نمایاں کرنا تھا۔صدق میں مولانا کے اوپر جو مضامین شائع ہوئے انکی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار مضامین	مضمون نگار	جلد	شمارہ	تاریخ وسال
۱۔ ایک عبارت کی توضیح: مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کا خط	عبدالماجد دریا بادی	۸	۴۷	۱۲اپریل ۱۹۴۳ء
۲۔ مولانا گیلانی ؒ کے تاثرات۔	عبدالماجد دریا بادی	۱۰	۲۱	۲۵ستمبر ۱۹۴۴ء
۳۔ ایک مراسلہ: مولانا گیلانیؒ کے عنوان اور صدق پر نکتہ چینی	محمد ناصر الدین بستی خالق آباد	۱۴	۱۲	۱۵جون ۱۹۴۸ء
۴۔ ایک مؤثر دعا	سید مناظر احسن گیلانیؒ	۱۱	۵۶	۵دسمبر ۱۹۴۵ء
۵۔ بوسیدہ جدتیں (مکتوب)	عبدالماجد دریا بادیؒ	۹	۲۷	۸نومبر ۱۹۴۳ء
۶۔ تبلیغ کے رنگ (مولانا گیلانی ؒ کی سرگرمیاں)	عبدالماجد دریا بادیؒ	۹	۶، ۳۵	مئی، ۷جون ۱۹۴۳ء
۷۔ تحقیقات میں غلو، نامانوس اور اتفاقی چیزوں کو کلیہ پر غالب رکھنا اور علم کو ظن کے تحت لے آنا کے خلاف۔مولانا کا مکتوب	عبدالماجد دریا بادیؒ	۸	۱۹	۷ ستمبر ۱۹۴۲ء
۸۔ تقریر عید الاضحیٰ۔مدیر صدق کے نشریہ کی تعریف مولانا گیلانی ؒ کی زبان سے	عبدالماجد دریا بادیؒ	۵	۲۳	۱۱مارچ ۱۹۴۰ء
۹۔ تنقید تنقید کی غرض سے سیرت نگاری کے اصول کے سلسلہ میں مولانا کا مکتوب	عبدالماجد دریا بادیؒ	۹	۲۸	۱۵نومبر ۱۹۴۳ء

۱۰۔حکمت وموعظت (مولانا مناظر احسن گیلانی کا مکتوب)عبدالماجد دریابادیؒ ۶ ۳۰ ۲۰مئی ۱۹۴۰ء

۱۱۔ رحم کی درخواست :منقول از رہبر دکن مناظر احسن گیلانیؒ ۱۱ ۶۱۰۲ مئی ۱۹۴۵ء

۱۲۔ شرک توحید کی راہ پر مولانا گیلانیؒ کا مکتوب عبدالماجد دریابادیؒ ۱۲ ۱۲ ۸ جون ۱۹۴۶ء

۱۳۔ صحیح تنبیہ :اکابر پرستی کے متعلق ۔مولانا گیلانیؒ کا مکتوب عبدالماجد دریابادی ۱۱ ۰۱ ۷مئی ۱۹۴۵ء

۱۴۔ علماءاوران کے مخلصین ۔مکتوب گیلانیؒ عبدالماجد دریابادیؒ ۱۱ ۶۵ ۹جنوری ۱۹۴۶ء

۱۵۔فرسودہ روشن خیالیاں (یورپ سے مرعوبیت کے متعلق مکتوب گیلانیؒ)عبدالماجد دریابادیؒ ۹ ۲۷ ۸نومبر ۱۹۴۳ء

۱۶۔ ماہنامہ الفرقان :ادارت مولانا گیلانیؒ کی شرکت عبدالماجد دریابادیؒ ۹ ۲۳ ۱۱اکتوبر ۱۹۴۳ء

۱۷۔ مسئلہ حجاب :مولانا گیلانیؒ سے مزید توضیح کی درخواست عبدالماجد دریابادیؒ ۴ ۲۳ ۱، ۱۱نومبر ۱۹۳۸ء

۱۸۔ مولانا گیلانیؒ اور دکن ۔حیدرآباد چھوڑنے پر اظہارغم عبدالماجد دریابادیؒ ۱۵ ۳۳ ۶جنوری ۱۹۴۹ء

۱۹۔مولانا گیلانیؒ سے سوالات ۔مقالہ شاہ ولی اللہ پر ایک عالم کے سوالات ۔عبدالماجد دریابادیؒ ۷ ۲۳ ۱۶اکتوبر ۱۹۴۱ء

ان مضامین سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا گیلانیؒ اور مولانا عبدالماجد دریابادی کی رفاقت صدق کے ذریعے کتنی گہری تھی ۔مولانا گیلانیؒ اور صدق کی رفاقت کا یہ عالم تھا ۔کہ بعض اوقات مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی غیر موجودگی میں "صدق" کا ادارتی کالم "سچی باتیں" "مولانا گیلانیؒ" کو لکھنا پڑتا تھا ۔ سچی باتیں "صدق" کی جان تھا ۔اس میں حالات حاضرہ ،معاشرے میں پروان چڑھنے والی برائیوں کے خلاف آواز اٹھانا معاشی اور معاشی حکمت علمی ،شرعی مسائل وفتاوٰی پر بحث کے علاوہ پاک و ہند کے تعلقات ،اور سیاسیات پر ایک جامع اور مؤثر آواز بلند کی جاتی تھی ۔ مولانا گیلانیؒ سچی باتیں لکھتے تو قارئین کو کسی قسم کی کمی یا تبدیلی کا احساس نہ ہوتا ۔ بلکہ وہ اس میں وہی گہرائی ،اور تاثر لیتے تھے ۔جو مولانا دریابادیؒ کی تحریر میں تھی ۔

متفرقات:

مولانا گیلانیؒ کے صدق لکھنوء میں شائع ہونے والے متفرق مضامین کی تعداد ۲۰ ہے ۔ان میں سیاسیات کے موضوع پر دو مضامین ہیں ۔حکومت اسلامی کی باگ ۱۰اور پاکستان اور ہندوستان ایک نئے نقطہءنظر سے ۱۱ شامل ہیں ۱۹۳۸ء میں علامہ محمد اقبالؒ اس دنیا سے رحلت فرما گئے ۔تو مولانا گیلانیؒ جو ان سے بے حد متاثر تھے ۔ان کے انتقال پر ایک نظم لکھی جو صدق میں شائع ہوئی ۔اس نظم کا عنوان تھا ۔

"ماتم اقبالؒ عاشق کا نوحہ عاشق کی زبان سے "۱۲اس کے علاوہ درج ذیل مضامین شامل ہیں ۔

نمبر شمار	مضامین	جلد	شمارہ	تاریخ وسال
۱۔	ہماری تعلیم دینیات	۱۳	۴۲	۵مارچ ۱۹۴۸ء

۲۔ اسلامیات پر ریسرچ	۸	۲۲	۲۸ دسمبر ۱۹۴۲ء
۳۔ حکم ہجرت	۱۶	۰۳	۱۹ مئی ۱۹۵۰ء
۴۔ روسی جانبازیاں کیا ان کا تعلق اشتراکیت سے ہے	۰۹	۳۰	۲۹ جولائی ۱۹۴۳ء
۵۔ ایک عبادت نامہ	۵	۶	۱۵ جولائی ۱۹۳۹ء
۶۔ ایک مؤثر دعا	۱۱	۵۶	۵ دسمبر ۱۹۴۵ء

متفرقات میں "صدق جدید" کے مضامین درج ذیل ہیں۔

۷۔ آدم	۷ مارچ ۱۹۵۲ء
۸۔ یوم عید	۱۸ اگست ۱۹۵۲ء
۹۔ عالم گیر رسم خط	۱۹ فروری ۱۹۲۴ء
۱۰۔ فرقہ بندی کا دنگل (مولانا قاسم پر تنقید کا جواب)	۲ مارچ ۱۹۵۵ء
۱۱۔ ہوائی سفر آسٹریلیا	۲ مارچ ۱۹۵۵ء
۱۲۔ پاکستان ہسٹری کانفرنس۔	۱۸ اپریل ۱۹۵۵ء
۱۳۔ آج کا دیوبند	۸ نومبر ۱۹۵۷ء
۱۴۔ سکرۃ الموت	۱۲ ستمبر ۱۴۵۲ء
۱۵۔ سکرۃ الموت	۱۹ ستمبر ۱۹۵۲ء
۱۶۔ حکومتِ الٰہیہ جواب استفتاء	یکم دسمبر ۱۹۵۰ء

کتب پر تبصرہ :

ہفتہ وار "صدق" لکھنوء میں مولانا گیلانیؒ کی تصنیفات پر تبصرے شائع ہوا کرتے تھے۔ جو کہ زیادہ تر عبدالماجد دریابادیؒ کے قلم سے لکھے گئے۔ صدق میں کسی کتاب پر تبصرے کا شائع ہونا ایک اعزاز کی بات سمجھی جاتی تھی۔ مولانا گیلانیؒ کی ایک تصنیف "قرآنی ادب" پر تبصرہ کرتے ہوئے "صدق" نے لکھا۔

"مولانا نے کوشش کی ہے۔ کہ قرآنی عربی کے کل ضروری مبادی ان ۳۲ سبقوں کے اندر آجائیں۔ یعنی صرف ونحو کے وہ کل مسائل جو قرآن فہمی کے لیے ضروری ہیں دریا کو کوزہ کے اندر بند کرنا یقیناً آسان نہیں ممکن بھی شاید ہی ہے پھر بھی یہ مخلصانہ ومفید سعی قابل داد وستائش ہی ہے۔ "۱۱۳

حضرت ابوذر غفاریؓ پر لکھی جانے والی کتاب مولانا گیلانیؒ کی اولین تصانیف میں سے ہے۔ اس پر بھی صدق نے تبصرہ لکھا۔ جس سے اس کتاب کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ "مولانا گیلانیؒ نے اپنے

طالبعلمی کے زمانہ میں آج سے ۳۰ سال قبل ایک مقالہ ابوذرغفاریؓ پر دیوبند کے رسالہ "القاسم" میں لکھا تھا حُسنِ قبول خداداد عطا ہوا" ۱۱۴

کتاب کی اہمیت کے بارے میں لکھا گیا۔ کتاب موجودہ شکل میں بھی اپنی نظیر آپ ہے۔ بظاہر ایک صحابی کے سوانح وحالات ہیں لیکن حقیقتاً خدا معلوم کتنے مسائل فقہ، سلوک، تاریخ، معاشیات، سیر کے اس میں آ گئے ہیں۔ ۱۱۵

مولانا گیلانی کی کتب پر تبصرے کے ساتھ ساتھ مولانا گیلانیؒ بھی بعض کتب اور صدق میں شائع شدہ مقالات ومضامین کے جوابات اور اپنے ماہرانہ تبصروں سے نوازا کرتے تھے۔ مثلاً فرنگی محلّہ کے مفتی صاحب کے فتوٰی پر تبصرہ کرتے ہو لکھتے ہیں جو کہ مسئلہ رویت ہلال کے بارے میں تھا مولانا گیلانیؒ شرعی فرائض کی بجا آوری کے لیے سہولیات کے حصول کیلئے۔ جدید آلات اور سائنس کو استعمال کرنے کو جائز خیال کرتے تھے۔ اس لیے رویت ہلال کے لیے جدید سائنسی سہولیات کے استعمال کو غلط نہیں سمجھتے اس لیے لکھتے ہیں۔

"امام احمد بن حنبلؒ تک جیسی صاحب تقوٰی ورع ہستی نے تقویم یعنی جنتری کا اعتبار ان مسائل میں کیا ہے۔ اور سمت قبلہ کے تعین میں بھی ریاضی کے قاعدوں سے ہم مدد لیتے ہیں اس مسئلہ میں ہم علماء فلکیات کے حساب سے کیوں مدد نہ لیں"۱۱۶

درج ذیل کتب پر "صدق" لکھنؤ میں تبصرے شائع ہوئے

نمبر شمار	کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ وسال
۱۔	اسلام اور قربانی	۵	۳۰	۲۹ اپریل ۱۹۴۰ء
نمبر شمار	کتاب	جلد	شمارہ	تاریخ وسال
۲۔	اسلامی معاشیات	۱۴	۱۵	۱۳ اگست ۱۹۴۸ء
۳۔	تدوین حدیث	۱۲	۳۵	۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء
۴۔	ہزار سال پہلے	۱۶	۱۱	۱۴ جنوری ۱۹۴۵ء
۵۔	حضرت ابوذر غفاریؓ	۱۱	۵۷	۸ ستمبر ۱۹۴۵ء
۶۔	الدین القیم	۱۰	۱۵	۷ اگست ۱۹۴۴ء
۷۔	قرآنی ادب	۱۰	۴۳	۱۹ مارچ ۱۹۴۵ء
۸۔	نظام تعلیم وتربیت	۱۰	۴۷	۱۶ مارچ ۱۹۴۵ء

صدق جدید لکھنؤ میں درج ذیل کتب پر تبصرے شائع ہوئے

۱۔	تدوین حدیث	۱۹ اپریل ۱۹۵۷ء
۲۔	سوانح قاسمی جلد دوم	۲۴ فروری ۱۹۵۶ء
۳۔	ظہورِ نور	۱۳ اگست ۱۹۵۴ء
۴۔	مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کا افسانہ	۷ مئی ۱۹۵۷ء
۵۔	تدوین قرآن (افاداتِ گیلانیؒ)	یکم فروری ۱۹۵۲ء

تعزیت نامے:

مولانا گیلانیؒ اور صدق کا ساتھ آغازِ سفر سے انتقال تک رہا۔ یہاں تک کہ جب بھی کوئی اہم واقعہ ہوتا اس کا ذکر صدق میں ضرور رہتا۔ مولانا گیلانیؒ کو کوئی بیماری لاحق ہوتی یا کبھی ان کی بچی کا انتقال ہوا، یا پھر ان کے والد کی وفات کی اطلاع ہو یا پھر مولانا گیلانیؒ مرضِ مرگ میں مبتلا ہوئے ہوں۔ اس کا ذکر صدق میں ہوتا رہا۔ حالانکہ صدق ۱۹۵۰ء کے بعد صدق جدید میں تبدیل ہو چکا تھا۔ لیکن انتظامیہ اور مولانا دریابادیؒ اور اخبار سے رشتہ اسی طرح استوار رہا۔ یہاں تک کہ ۵ جون ۱۹۵۶ء کو مولانا گیلانیؒ اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ تو صدق جدید میں تعزیت ناموں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ نامور دوستوں اور معروف دانشوروں نے آپ پر مضامین لکھے مولانا دریابادیؒ نے "سچی باتیں" میں مولانا گیلانیؒ کے انتقال کی اطلاع دی اور پھر "محقق گیلانیؒ "۷۱؎ کے عنوان سے مولانا گیلانیؒ پر ایک جامع مضمون تحریر کیا اس کے علاوہ جن لوگوں نے تعزیت نامے ارسال کیے ان میں یہاں چند درج کیے جاتے ہیں۔

- ☆ ۲۲ جون ۱۹۵۶ء کے شمارے میں مولانا ابواللیث، مولانا شاہ عون احمد، مولانا شاہ معین الدین کے تعزیت نامے درج ہیں۔
- ☆ ۲۹ جون ۱۹۵۶ء کے شمارے میں چوہدری مبارک علی خان، غلام محمد، مولانا شاہ معین الدین کے تعزیت نامے درج ہیں۔
- ☆ ۶ جولائی ۱۹۵۶ء کے شمارے میں مولانا حکیم عبداللطیف، مولانا صبغت اللہ آفتاب احمد صدیقی کے تعزیت نامے درج ہیں۔
- ☆ ۲۰ جولائی ۱۹۵۶ء کے شمارے میں قاضی محمد زاہد الحسن، عبدالحنان محمد انور اور محمد ابراہیم کے تعزیت درج ہیں۔
- ☆ ۳۱ اگست ۱۹۵۶ء کے شمارے میں حاجی محمد اصطفا خاں کا تعزیت نامہ درج ہے۔

☆ ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۶ء کے شمارے میں حاجی محمد اصطفا خاں کی نظم برائے تعزیت درج ہے۔

☆ ۱۶ نومبر ۱۹۵۶ء کے شمارے میں سید صباح الدین عبدالرحمان کا مضمون، گیلانیؒ کی یاد میں بطور تعزیت درج ہے۔

☆ ۲۴ اگست ۱۹۵۶ء کے شمارہ میں۔

مولانا گیلانیؒ کے قریبی رفیق مولانا عبدالباری ندوی کا مضمون "یادگار گیلانیؒ" شائع ہوا۔ جو کہ ایک خاصے کی چیز ہے۔ اس میں ان کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔

☆ ۳۱ اگست ۱۹۵۶ء کو اس کی دوسری قسط شائع ہوئی۔

۱۲۶ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو "مولانا گیلانیؒ کی بے نفسی" کے عنوان سے مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کا ایک تعزیتی مضمون شائع ہوا۔ جس میں ان کی طبیعت میں پائی جانے والی بے نفسی کا ذکر ہے۔

☆ ۳ مئی ۱۹۵۷ء کے شمارے میں۔

علی سکری شافعی کا ایک مختصر مضمون "سیرت گیلانیؒ کی ضرورت" شائع ہو۔ جس میں انہوں نے مولانا گیلانیؒ کی بے نفسی کو اپنی زندگی کا شعار بنانے کی ضرورت پر زور دیا۔

☆ ۲۴ اپریل ۱۹۵۹ء میں۔

مخدوم محمد محی الدین کا "فاضل گیلانیؒ" کے نام سے ایک مراسلہ شائع ہوا۔ جس میں مولانا گیلانیؒ کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

حوالہ جات

۱۔ دریابادی، عبدالماجد، مولانا، آپ بیتی، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۱۹۷۹ء، ص ۵۹
۲۔ مفتاحی، ظفیر الدین، مولانا، حیاتِ مولانا گیلانی، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۱۹۹۴ء، ص ۳۸
۳۔ مظفر گیلانی، مضامین مولانا گیلانی، پٹنہ (بھارت)، بہار اردو اکیڈمی، ۱۹۸۶ء، ص ۱۶
۴۔ صدق توضیحی اشاریہ، پٹنہ (بھارت)، خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، ص ۱۱
۵۔ فراقی، تحسین، ڈاکٹر، عبدالماجد دریابادیؒ احوال و آثار، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۳ء، ص ۴۳
۶۔ مولانا ظفیر الدین مفتاحی، حوالہ مذکورہ، ص ۴۳
۷۔ شاہجہانپوری، ابوسلمان، ڈاکٹر، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ شخصیت اور سوانح، پٹنہ، خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ ۲۰۰۲، ص ۷
۸۔ گیلانیؒ، مناظر احسن، سید، مولانا، مقالات احسانی (مقدمہ از غلام محمد)، کراچی، ادارہ مجلس علمی، ۱۹۵۹ء، ص ۲
۹۔ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ، حوالہ مذکورہ، ص ۱۴۷
۱۰۔ دریابادی، عبدالماجد، مولانا، معاصرین، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ص ۱۸۶
۱۱۔ صدق، توضیحی اشاریہ، ص ۱۱
۱۲۔ مولانا عبدالماجد دریابادی، حوالہ مذکورہ، ص ۳۱۳۔
۱۳۔ صدق، توضیحی اشاریہ، ص ۱۱
۱۴۔ مولانا ظفیر الدین مفتاحی، حوالہ مذکورہ، ص ۱۸۶
۱۵۔ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ، حوالہ مذکورہ، ص ۲۱۹
۱۶۔ مولانا ظفیر الدین مفتاحی، حوالہ مذکورہ، ص ۲۲۴
۱۷۔ دریابادیؒ، عبدالماجد، مولانا، سفرِ حجاز، (طبع سوم) لکھنو، نسیم بک ڈپو، ص ۱۱۲
۱۸۔ مولانا ظفیر الدین مفتاحی، حوالہ مذکورہ، ص ۲۶۷
۱۹۔ صدق توضیحی اشاریہ، ص ۱۱
۲۰۔ مولانا عبدالماجد دریابادی، حوالہ مذکورہ، ص ۲۴۶
۲۱۔ صدق توضیحی اشاریہ، ص ۱۱
۲۲۔ توضیحی اشاریہ "صدق"، ص ۱۱
۲۳۔ مولانا ظفیر الدین مفتاحی، حوالہ مذکورہ، ص ۳۰۲

۲۴۔ سچ، ہفتہ وار، توضیحی اشاریہ، پٹنہ (بھارت)، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۲۰۰۰ء، ص ۱۷
۲۵۔ محولہ بالا
۲۶۔ محولہ بالا
۲۷۔ ڈاکٹر تحسین فراقی، حوالہ مذکورہ، ص ۱۴۱
۲۸۔ عبدالقوی، دریابادیؒ، (حکیم مرتب)، ذکر ماجد لکھنوء، عبدالماجد دریابادیؒ، اکیڈمی ۱۹۸۱ء، ص ۳۱
۲۹۔ اکائی، سہ ماہی، اٹاوہ، ۷ فروری۔ اپریل ۱۹۸۲ ش ۳، ص ۴۷
۳۰۔ اکائی، سہ ماہی، اٹاوہ، ۷ فروری۔ اپریل ۱۹۸۲ء شمارہ ۳، ص ۴۴-۴۳
۳۱۔ ندوی، ابوالحسن علی، مولانا، پرانے چراغ (حصہ دوم) کراچی، مجلس نشریاتِ اسلام، ص ۱۶۶
۳۲۔ ندوی، سلیمان، سید، مکتوبات سلیمانی لکھنوء، صدق جدید بک ایجنسی ۱۹۶۳ء، ص ۲۵۷
۳۳۔ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ، معاصرین، ص ۱۸۲
۳۴۔ مولانا ظفیر الدین مفتاحی، حوالہ مذکورہ، ص ۳۰۸
۳۵۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری، حوالہ مذکورہ، ص ۲۹
۳۶۔ معارف اعظم گڑھ، مارچ ۱۹۶۳ء، ص ۲۳۱، ۲۳۲
۳۷۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری، حوالہ مذکورہ ص ۶
۳۸۔ محولہ بالا، ص ۷۷
۳۹۔ محولہ بالا، ص ۷۸
۴۰۔ مرزا ادیب، (مرتب) تنقیدی مقالات، لاہور، لاہور اکیڈمی۔ ۱۹۶۵ء، ص ۸۶
۴۱۔ محولہ بالا، ص ۸۶
۴۲۔ محولہ بالا، ص ۱۱۷
۴۳۔ ڈاکٹر تحسین فراقی، حوالہ مذکورہ، ص ۲۶۷
۴۴۔ ہفتہ وار سچ کا توضیحی اشاریہ، پٹنہ خدا بخش اورینٹل لائبریری، ۲۰۰۰ء ص ۱۰
۴۵۔ ہفتہ وار صدق کا توضیحی اشاریہ، ص ۱۱
۴۶۔ ہفتہ وار صدق توضیحی اشاریہ، ص ۱۱
۴۷۔ سچ، (ہفتہ وار) لکھنوء، ۳۰ جنوری ۱۹۲۵ء
۴۸۔ سچ لکھنوء، ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء
۴۹۔ سچ لکھنوء، ۳۰ جنوری ۱۹۲۵ء
۵۰۔ سچ لکھنوء، ۸ نومبر ۱۹۲۸ء
۵۱۔ سچ لکھنوء ۱۴ اگست ۱۹۲۷ء

۵۲ "سچ" لکھنؤ ۳۰ اگست، ۶ ستمبر اور ۲۰ ستمبر ۱۹۲۶ء جلد ۲، شمارہ، ۳۲، ۳۴، ۳۶

۵۳ سچ لکھنؤ، ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ مئی ۱۹۲۶ء ، ج ۲، شمارہ ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱

۵۴ صدق لکھنؤ ، ۸ نومبر ۱۹۴۳ء

۵۵ صدق لکھنؤ ، ۲۰ دسمبر ۱۹۴۳ء

۵۶ سچ لکھنؤ، ۳۰ نومبر ۱۹۳۸ء، ۴۵/۴

۵۷ سچ لکھنؤ، ۴ جنوری ۱۹۲۹ء

۵۸ سچ لکھنؤ، ۲۷ ستمبر ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۹ء ۲۴،۲۵/۵

۵۹ سچ لکھنؤ، ۳ جولائی ۱۹۳۱ء ۲۵/۷

۶۰ سچ لکھنؤ ؛ ۷، ۱۴، ۲۱ اگست ۱۹۳۱ء ۳۰،۳۱،۳۲/۷

۶۱ سچ لکھنؤ ، ۵ جولائی ۱۹۲۹ء ۱۲/۵

۶۲ صدق لکھنؤ، ۲۱ ستمبر ۱۹۳۵ء ج ۱ شمارہ ۱۴

۶۳ صدق لکھنؤ، ۱۵ جنوری ۱۹۴۵ء ۵۲/۱۲

۶۴ صدق لکھنؤ ۱۶ نومبر ۱۹۴۲ء تا ۸ فروری ۱۹۴۳ء، ج ۸، شمارہ ۲۸ تا ۳۸

۶۵ صدق لکھنؤ ۱۵ اپریل ۱۹۴۰ء تا ۲۹ اپریل ۱۹۴۰ء، ج ۵، شمارہ ۲۸ تا ۳۰

۶۶ صدق لکھنؤ ۱۳ مارچ ۱۹۴۶ء ۸۳/۱۱

۶۷ صدق لکھنؤ یکم جولائی ۱۹۳۶ء ۲/۷

۶۸ صدق لکھنؤ ۲۰ اپریل ۱۹۴۲ء ۴۸/۷

۶۹ صدق لکھنؤ ۳ مارچ ۱۹۴۱ تا یکم جولائی ۱۹۴۹ء ۶/۴۱ تا ۹/۱۵

۷۰ صدق لکھنؤ ۱۶ جنوری ۱۹۴۸ء ۳۵/۱۳

۷۱ صدق لکھنؤ ۲۷ جنوری ۱۹۴۶ء ۷۹/۱۱

۷۲ صدق لکھنؤ ۲۱ نومبر ۱۹۳۵ء ۲۰/۱

۷۳ صدق لکھنؤ ۲۱ نومبر ۱۹۳۵ء ، ۲۰/۱

۷۴ صدق لکھنؤ ۱۳ جولائی ۱۹۴۳ء تا ۱۹ اگست ۱۹۴۳ء ، ۹/۱۱ تا ۹/۱۵

۷۵ صدق لکھنؤ ۱۳ جولائی ۱۹۴۳ء ، ۹/۱۱

۷۶۔ صدق لکھنؤ مسئلہ تکفیر کے بعض پہلو، ۱۶ اگست ۱۹۴۳

۷۷۔ صدق لکھنؤ ۲۷ ستمبر ۱۹۴۶ء

۷۸۔ صدق لکھنؤ ۱۸ مارچ ۱۹۴۹ء تا ۱۳ مئی ۱۹۴۹ء ۱۴/ ۳۳ تا ۲/۱۵

۷۹۔ صدق لکھنؤ ۲۹ اپریل ۱۹۴۹ء ۱۴/۳۹ ص ۷

۸۰۔ صدق توضیحی اشاریہ پٹنہ (بھارت)، ص آٹھ

۸۱۔ بالمشافہ ملاقات پر میاں طفیل محمد سابق امیر جماعت اسلامی نے بتایا۔

۸۲۔ صدق لکھنؤ، ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء، ۱۱/۳

۸۳۔ صدق لکھنؤ، ۲۱ جون ۱۹۴۳ء، ۸/۹

۸۴۔ صدق لکھنؤ، ۲۰ جون تا ۱۸ اگست ۱۹۴۷ء

۸۵۔ صدق لکھنؤ، ۱۸ اگست ۱۹۵۰ء، ۱۵/۱۶

۸۶۔ صدق لکھنؤ، ۲۵ اگست ۱۹۵۰ء، ۱۶/۱۶

۸۷۔ صدق لکھنؤ، ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۴ء، ۱۰/۲۴

۸۸۔ صدق لکھنؤ، ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء، ۱۳/۲۵

۸۹۔ صدق جدید لکھنؤ، ۱۵ فروری ۱۹۵۲ء

۹۰۔ محولہ بالا۔ ۹۱۔ محولہ بالا۔

۹۲۔ صدق لکھنؤ، ۱۵ فروری ۱۹۳۹ تا ۱۵ نومبر ۱۹۳۹ء، ۲۹/۴ تا ۱۴/۵

۹۳۔ صدق لکھنؤ، ۷، ۲۰، ۲۷ مارچ ۱۹۴۴ء ۴۲/۹، ۴۲/۹، ۴۲/۹، ۴۳/۹، ۴۴/۹، ۴۵/۹

۹۴۔ صدق لکھنؤ ۸ دسمبر ۱۹۴۵ء ۱۱/۵۷

۹۵۔ صدق لکھنؤ ۸ نومبر ۱۹۴۳ء ۹/۲۷

۹۶۔ صدق لکھنؤ ۱۵ اپریل ۱۹۴۳ء ۸/۴۶

۹۷۔ صدق لکھنؤ، ۲۳ اگست ۱۹۴۳ء ۹/۱۷

۹۸۔ صدق لکھنؤ ۱۷ جولائی ۱۹۴۴ء ۱۰/۱۲

۹۹۔ صدق لکھنؤ ۱۶ اپریل ۱۹۴۵ء، ۱۰/۴۷

۱۰۰۔ صدق لکھنؤ، ۱۵ جنوری ۱۹۴۵ء ۱۰/۳۴

۱۰۱۔ صدق لکھنوء، ۷ مارچ ۱۹۴۷ء ۱۲/۵۲

۱۰۲۔ صدق لکھنوء، ۱۶ جون ۱۹۵۰ء ۱۶/۷

۱۰۳۔ صدق لکھنوء، ۲۲ مارچ ۱۹۴۳ء ۸/۴۴

۱۰۴۔ صدق لکھنوء، ۳۰ ستمبر ۱۹۴۳ء ۹/۲۱

۱۰۵۔ صدق لکھنوء، ۱۲ مئی ۱۹۴۴ء، ۱۰/۳

۱۰۶۔ صدق لکھنوء ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۵ء ۱۱/۴۳

۱۰۷۔ صدق لکھنوء ۲۹ مئی ۱۹۴۵ء تا ۲ جون ۱۹۴۵ء ۱۱/۶ تا ۱۱/۷

۱۰۸۔ صدق لکھنوء ۷ اگست ۱۹۴۵ء ۱۱/۲۵

۱۰۹۔ صدق لکھنوء ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء ۱۴/۱۵

۱۱۰۔ صدق لکھنو، ۲۵ دسمبر ۱۹۴۴ء ۱۰/۳۲

۱۱۱۔ صدق لکھنوء، ۶ جولائی ۱۹۴۶ء ۱۲/۲۰

۱۱۲۔ صدق لکھنوء، ۱۱، ۲۱ مئی ۱۹۳۸ء ۴۰/۳، ۲

۱۱۳۔ صدق، ۱۹ مارچ ۱۹۴۵ء ۱/۴۳

۱۱۴۔ صدق، ۸ دسمبر ۱۹۴۵ء ۱۱/۵۷

۱۱۵۔ صدق، ۸ دسمبر ۱۹۴۵ء ۱۱/۵۷

۱۱۶۔ صدق جدید، ۲۳ نومبر ۱۹۵۱ء

۱۱۷۔ صدق جدید، ۱۵ جون ۱۹۵۶ء